بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِين نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين، أَمَّا بَعْدُ:

004-25: سورۃالنساء کی مختصر تفسیر (آیات: 123-126)

سورۃالنساء کی مختصر تفسیر کادرس جاری ہے اور جہاں پر رکے تھے وہیں سے درس کا آغاز کرتے ہیں،اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:

اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمْ

﴿لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ۭ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿١٢٣﴾
وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰۗىِٕكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿١٢٤﴾﴾

(النساء: 123-124)

پچھلی آیات میں جب اللہ تعالیٰ نے شیطان کے بہکاوے کاذکر کیاہے اور شیطان کی پیروی کرنے والوں کاذکر کیاہے اور جہنم کی سزاکاذکر کیاہے اوراس کے ساتھ ساتھ اہل ایمان کااور عمل صالح کااور جنت کاذکر کیاہے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایاہے:

﴿لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ﴾: یہ بات جوہے ناعذاب اور ثواب کی جزااور سزاکی یہ نہ توتمہاری آرزواور تمنائیں ہیں اور نہ ہی اہل کتاب کی آرزواور تمنائیں ہیں۔ ﴿مَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا يُّجْزَ بِهٖ﴾: جوکوئی بُراکام کرے گااُس کی سزاپائے گا۔

﴿وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿١٢٣﴾﴾: اوراپنے لیے نہیں پائے گااللہ تعالیٰ کے سواکوئی دوست اور مددگار۔

دوتین چیزیں اس آیت کے تعلق سے:

﴿اَمَانِيِّ﴾: جمع أُمنِيَّة ہےاور أُمنِيَّة کہتے ہیں آرزوکو تمناکرنے کواور عام لفظوں میں تمناکیاہوتی ہے؟ کہ کسی چیز کی خواہش کرنابغیر عمل کے۔ آرزوہے ناکسی چیز کی تمناکرناکہ مجھے فلاں چیز چاہیے فلاں چیز تک پہنچ جاؤں فلاں چیز مجھے پسند ہے مجھے ملنی چاہیے لیکن عمل نہیں ہے یہ آرزو ہوتی ہے اسے تمناکہتے ہیں یہ دنیاکے معاملات میں بھی ہے اور زیادہ خطرناک دینی معاملات میں ہے۔

دنیامیں کیسے ؟ کوئی شخص تمناکرتاہے کہ وہ ڈاکٹر بن جائے نہیں بنے گاجب تک کہ عمل نہیں کرے گاجب تک محنت نہیں ہوگی،اُس کے لیے خاص وقت درکارہے اسکول میں داخلہ کرناپڑے گاپھر کالج میں جاناپڑے گاپھر تمام امتحانوں کوپاس کرناپڑے گاپھر جاکرڈگری ملتی ہے ایساہے نا ؟! اگراسکول میں نہیں دخلہ لیانہ اُس نے یونیورسٹی میں داخلہ لیاہے نہ کوئی امتحان پاس کیاہے یاداخلہ لیاتوامتحان میں فیل ہواہے تویہ پھر آرزورہ جاتی ہے تمنارہ جاتی ہے حقیقت میں کبھی تبدیل نہیں ہوتی۔

سب سے زیادہ خطرناک معاملہ ہوتاہے جب کوئی دین کے تعلق سے کوئی آرزوکرتاہے اور تمناکرتاہے اوراس پر عمل نہیں کرتا! اور یہاں پر اللہ تعالیٰ نے ابتداء کی ہے:

﴿لَيۡسَ بِاَمَانِيِّكُمۡ﴾: کون ہیں؟"أنتم": یعنی جو قرآن مجید کو ماننے والے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امتی ہیں یعنی اے مسلمانو! ابتداء مسلمانوں سے کی ہے کہ تمہاری تمنائیں کام نہیں آئیں گی، آرزو کرتے رہو، اور نہ ہی اہل کتاب کی جو تمنائیں ہیں وہ کام اُن کے آئیں گی۔ اہل کتاب نے کیا تمنائیں کی تھیں؟ کیا کہا تھا؟﴿لَنۡ يَّدۡخُلَ الۡجَـنَّةَ اِلَّا مَنۡ كَانَ هُوۡدًا اَوۡ نَصٰرٰى﴾: اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا: ﴿تِلۡكَ اَمَانِيُّهُمۡ﴾ (البقرة:111): یہ اُن کی آرزوئیں ہیں۔

جنت میں داخل ہونا صرف آرزو نہیں ہوتا کہ یہودی ہے نصرانی ہے جنت میں داخل ہو جائیں گے!

یہودیوں نے کیا کہا؟﴿نَحۡنُ اَبۡنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ﴾ (المائدة:18): ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں۔ آرزو ہے!

اگر واقعی اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں تو ثبوت دینا پڑے گا نا؟! جنت میں داخل ہونا ہے خواہش ہے جنت میں داخل ہونے کی تو اس کا ثبوت دینا پڑے گا نا؟! تو تمنائیں تمنائیں ہی رہتی ہیں جب تک کہ اس تمنا کو حقیقت میں نہ تبدیل کیا جائے عمل کے ساتھ اس کا ثبوت دے کر۔

اور عمل کیسے کرنا ہے؟ جیسا کہ عمل کرنے کا حق ہے۔

ڈاکٹر بننا ہے تو میڈیکل کالج میں داخلہ لینا پڑے گا انجینئرنگ میں داخلہ نہیں لینا پڑے گا ایسا ہی ہے نا؟!

ڈاکٹر بننا ہے تو پھر سائنس پڑھنی پڑے گی آرٹس نہیں پڑھنی پڑے گی پڑھنا آرٹس سے ہے پھر کہتا ہے کہ ڈاکٹر بننا ہے تو ممکن نہیں ہے نا؟!

تو عمل کا بھی حق ادا ہوتا ہے، جدوجہد کا بھی حق ادا کرنا پڑتا ہے اور صحیح راستہ اختیار کرنا پڑتا ہے اس لیے عمل کے ساتھ صالح کو جوڑ دیا ہے اور پھر ایمان کو بھی جوڑ دیا ہے کیونکہ عمل صالح بغیر ایمان کے ممکن ہی نہیں ہے (جیسے آگے آئے گا)۔

بہر حال، اس لیے پھر فرمایا: ﴿مَنۡ يَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا﴾: عمل کو شامل کر دیا ہے، بات آرزو کی ہو رہی ہے تمنا کی ہو رہی ہے عمل کے بغیر تو ممکن نہیں ہے اور پھر جو بُرا عمل کرتا ہے اور تمنا نیک کرتا ہے ناممکن ہے!

﴿مَنۡ يَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا يُّجۡزَ بِهٖ﴾: جو بھی ﴿مَنۡ يَّعۡمَلۡ﴾: یہ صیغۃ العموم ہے جملہ شرطیہ ہے کہ جو بھی بُرا کام کرے گا اس کی سزا اس کو دی جائے گی، اس عمل کی جزا "سوء" بُرا عمل ہے اس کی سزا دی جائے گی وہ اس سزا کو پائے گا۔ جب سزا کو پائے گا اس سزا سے بچنے کے لیے ایک راستہ ہے توبہ کا اگر توبہ نہیں ہے تو پھر یہ بھی امید نہ رکھے یا یہ بھی اسے تمنا نہیں کرنی چاہیے کہ کوئی بھی میرا یار اور مددگار ہو گا اللہ تعالیٰ کے سوا۔

اس لیے پھر آگے فرمایا:

﴿وَلَا يَجِدۡ لَهٗ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيۡرًا ۝١٢٣﴾: کیونکہ بُرا کام عمومی طور پر دنیا میں یہ دوست واحباب ہی کرواتے ہیں۔

کل ایک مریض آیا ہوا تھا طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس کو تھوڑا سا فالج کے اٹیک کا خطرہ تھا خدشہ تھا تو ہسٹری پوچھتے پوچھتے اس کی بیوی نے کہا کہ سگریٹ بھی پیتا ہے یہ۔

میں نے کہا کہ سگریٹ پیتے ہو؟ کہتا ہے بس دوست پلا دیتے ہیں دوستوں کو ساتھ بیٹھتا ہوں۔

میں نے کہا کہ یہ تمہارے کون سے دوست ہیں تمہاری جان کے دشمن؟! کہتا ہے کہ جان کے دشمن تو نہیں ہیں۔

میں نے کہا کہ اس حالت میں تو تمہیں پہنچادیا ہے شوگر تمہاری بڑھی ہوئی ہے کولیسٹرول تمہارا بڑھا ہوا ہے فالج کے اٹیک کا خدشہ تمہیں ہے (اللہ رحم کرے) یہ کون سے اچھے دوست ہیں؟! کہتا ہے کہ مجھے کہتے تو نہیں ہیں نا! میں نے کہا کہ نہ کہیں جس حلقۂ احباب میں آپ بیٹھتے ہیں وہ تو آپ کو پلادیتے ہیں نا!

الغرض جو بُرا عمل کرے گا اس کی سزا پائے گا اور اگر وہ توبہ نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ کے سوا اس کا کوئی یار و مددگار نہیں ہے۔

"اللہ کے سوا" سے کیا مراد ہے؟ ایک ہی راستہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرلو وہی تمہارے لیے کافی ہے کوئی بھی گناہ ہو کیونکہ عمل یہاں پر:

﴿مَنۡ يَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا﴾: عام ہے کہ کوئی بھی عمل ہو، شرک بدعات خرافات سود خوری ہے حرام خوری ہے ظلم ہے زیادتی ہے چغل خوری ہے غیبت ہے نمیمت ہے کچھ بھی کیا ہے اور کرنے والا کوئی بھی ہو مرد ہو عورت ہو، بڑا ہو امیر ہو غریب ہو، کوئی بھی ہو، صیغۃ العموم ہے۔

اگر بُرا کام کیا ہے تو اس کا انجام بُرا ہے، اِلَّا یہ کہ توبہ کرلی جائے اس غلط امید میں نہ رہیں کہ میرے یار ہیں دوست ہیں مددگار ہیں قیامت کے دن کام آئیں گئے۔ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی شفاعت بھی نہیں کر سکے گا اس لیے فرمایا:

﴿وَلَا يَجِدۡ لَهٗ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيۡرًا﴾: اللہ کے سوا کوئی بھی نہیں ہے، اگر شفاعت بھی کوئی کرے گا امید رکھی کہ کوئی شفاعت کرے گا تو وہ بھی اللہ کی اجازت کے بعد؛ اللہ کی اجازت کے بغیر اللہ کی رضا کے بغیر دو شرطیں ہیں شفاعت کی شفاعت قبول نہیں ہوگی اللہ تعالیٰ شفاعت قبول نہیں کرے گا۔

پھر جب بُرے عمل کا ذکر کیا ہے تو اب اچھے عمل کا ذکر بھی ہے پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ﴾: اور جو بھی اچھے عمل کرتا ہے نیک عمل کرتا ہے۔

﴿مِنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى﴾: چاہے نر ہو یا مادّہ ہو (مرد ہو یا عورت ہو)۔ ﴿وَهُوَ مُؤۡمِنٌ﴾: جبکہ وہ ایمان کی حالت میں ہو۔

ایمان شرط ہے ہر نیک عمل کی، دیکھیں عمل کافی نہیں ہے، عمل کا صالح ہونا لازمی ہے اور عمل صالح کی دو شرطیں ہیں:

1- پہلی شرط ہے اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص۔

2- اور دوسری شرط ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع۔

اور یہ دونوں ایمان کامل کی علامات ہیں۔

"ایمان" توحید اور سنت پر قائم ہے اگر توحید اور سنت میں کمی ہوتی ہے تو ایمان میں بھی کمی ہے ایمان میں کمی ہے تو عمل صالح میں بھی کمی ہے یا تو مکمل خاتمہ ہے اور اگر ایمان کا مکمل خاتمہ ہے تو عمل کوئی صالح ہو ہی نہیں سکتا، اور اگر ایمان میں کمزوری ہے تو عمل صالح میں بھی کمزوری ہے اسی تناسب سے۔ یہ بھی صیغۃ العموم ہے کہ چاہے عمل صالح کرنے والا مرد ہو عورت ہو، چھوٹا ہو یا بڑا ہو، امیر ہو یا غریب ہو کوئی بھی ہو: اور عمل صالح کوئی بھی ہو، نماز ہے، روزہ ہے، حج ہے، زکوۃ ہے، دعا ہے، پکار ہے، توحید ہے، سنت ہے، جتنے بھی اعمال صالحہ ہیں سب اس میں شامل ہیں۔

﴿فَاُولٰٓئِكَ يَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّةَ وَلَا يُظۡلَمُوۡنَ نَقِيۡرًا ﴿١٢٤﴾﴾: تو ایسے لوگ جو ہیں وہ جنت میں داخل ہوں گے اور اُن پر تل کے برابر بھی ظلم نہیں ہو گا۔

عام طور پر نقرا یک چھوٹے سے گڑھے کو کہتے ہیں جو تل کے سائز کے برابر ہوتا ہے، تل جانتے ہیں چھوٹا سا جو ہوتا ہے عربی میں سمسم کہتے ہیں (Sesame seeds) جو ہوتے ہیں چھوٹے سے بالکل، ہم اردو میں اسے تل کہتے ہیں جب آپ اسے زمین پر کسی جگہ پر رکھ کر دبا دیں تو ایک چھوٹا سا گڑھا بن جاتا ہے اسے نقیر کہتے ہیں۔ اور عام طور پر جو گٹھلی ہوتی ہے نا کھجور کی اُس میں اوپر ایک جگہ پر چھوٹا سا ڈاٹ ہوتا ہے چھوٹی سی ایک ڈپریشن (Depression) ہوتی ہے وہ نقیر ہے۔ تو نقیر یعنی ذرّہ برابر بھی ظلم نہیں ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ ظلم سے پاک ہے۔

نیک عمل کیے ہیں اُن میں کوئی کمی نہیں ہو گی بلکہ اللہ تعالیٰ تو نیکیوں کو اور بڑھا دیتا ہے دس گنا سے لے کر سات سو گنا یا اس سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ چاہے تو نیکیوں میں اضافہ کر دے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنۡ اَحۡسَنُ دِيۡنًا مِّمَّنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحۡسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا‌ ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبۡرٰهِيۡمَ خَلِيۡلًا ﴿١٢٥﴾﴾

(النساء:125)

﴿وَمَنۡ اَحۡسَنُ دِيۡنًا﴾: اور کس کا دین اُس سے بہتر ہے۔

﴿مِّمَّنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ﴾: جس نے اپنا منہ اللہ تعالیٰ کے لیے جھکا دیا اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔

﴿وَهُوَ مُحۡسِنٌ﴾: اور وہ احسان کی حالت میں ہے (اور احسان نیکی کا اور بھلائی کا سب سے بلند درجہ ہے)۔

﴿وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا‌ ؕ﴾: اور اُس نے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی ملت کی اتباع کی ہے جو شرک سے دور ہے۔

حنیف یعنی شرک سے دور: "مائل عن الشرك" (جو شرک سے دور ہے)؛ ملت ابراہیم وہ عظیم ملت ہے جس میں شرک کی ذرّے برابر بھی گنجائش نہیں ہے شرک سے ہمیشہ دور ہے شرک سے کنارہ کشی کرنے والا ہے۔

﴿وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبۡرٰهِيۡمَ خَلِيۡلًا ﴿١٢٥﴾﴾: اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو اپنا خلیل بنایا ہے۔

بلکہ جو دوست لکھا ہے صحیح کر دیں خلیل اور دوست میں فرق ہے:

1- خلیل کے لفظ میں جو معنی ہے وہ دوست کے لفظ میں یا حبیب کے لفظ میں نہیں ہے اس لیے عام طور پر کہا جاتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "حبیب اللہ، یا اللہ کے محبوب"، یہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ناانصافی ہے! اللہ کے حبیب ہیں کوئی شک نہیں ہے لیکن حبیب، محبت سے جو سب سے بلند درجہ ہے وہ خُلّت کا ہے۔

2- اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلیل الرحمٰن ہیں (اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں)۔

3- اور خُلّت کے درجے پر صرف دو انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام دو اللہ تعالیٰ کے عظیم رسول پہنچے ہیں:

(ا) ایک ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام، اس آیت کریمہ میں: ﴿وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبۡرٰهِيۡمَ خَلِيۡلًا﴾۔

(۲)اور دوسرے اللہ تعالیٰ کے آخری نبی سید المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

اور اس آیت کریمہ میں دو تین لفظوں پر ذرا غور کریں:

1-﴿اَحۡسَنُ دِيۡنًا﴾

2-اور﴿اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ﴾

3-﴿وَهُوَ مُحۡسِنٌ﴾

4-پھر بعد میں یہ بات آئی ہے ملت ابراہیم کی۔

5-پھر حنیف کا ذکر آیا ہے۔

دین کے درجات ہیں سب سے بہترین احسن دین بھی ہے اور سب سے کم درجے کا بھی ہے:

1-اگر شرک بیچ میں آجائے تو دین باقی رہتا ہی نہیں ہے، ختم ہو گیا!

2-اگر شرک نہیں ہے شرک سے پاک ہے باقی چیزیں ہیں تو دین باقی رہتا ہے۔

3-شرک ایسا گناہ ہے جو تمام اعمال کو اکارت کر دیتا ہے۔

4-کفر ایسا گناہ ہے جو سارے دین کو ختم کر دیتا ہے۔

5-توسب سے بہترین دین جو ہے وہ اُس کا ہے جس نے اپنے آپ کو جھکا دیا اپنے سر کو خم کر کے اللہ تعالیٰ کے احکام کو تسلیم کر لیا ہے اسے کہتے ہیں ﴿إسلام الوجه﴾:اس میں اخلاص بھی ہے اس میں اتباع سنت بھی ہے سب سے بلند درجے کی: ﴿لِلّٰهِ﴾: صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔

6-﴿وَهُوَ مُحۡسِنٌ﴾:اور عمل بھی کیسا ہے؟ اخلاص ہے توحید ہے اور عمل میں احسان کا درجہ ہے۔

توحید ہے اخلاص ہے اتباع سنت ہے اور عمل کیسا ہے؟ احسان، سب سے بہترین درجے پر: ﴿وَهُوَ مُحۡسِنٌ﴾۔

7-اور پھر اتباع کی بات آئی ہے ملت ابراہیم کی تو ملت ابراہیم دین کا بلند ترین درجہ ہے ہمیشہ یاد رکھیں۔

احسن دین کون سا ہے؟ ملت ابراہیم۔

ملت ابراہیم تک پہنچنے کے لیے اتباع کرنے کے لیے اپنے اندر یہ صلاحیت پیدا کرنی پڑے گی اللہ تعالیٰ سے توفیق کی دعا کرنی پڑے گی اور ثابت قدمی کی دعا کرنی پڑے گی اور اس کے لیے جدوجہد کرنی پڑے گی، توحید اور اتباع سنت کے راستے کو اختیار کرنا پڑے گا پھر جا کر ملت ابراہیم میں شامل ہو سکتے ہیں کیونکہ یہ صرف دعویٰ نہیں ہے۔

"آرزو کرنا": ابھی آرزو کی بات ہو رہی تھی ناتمنا کرنا کتنی جدوجہد کرنی چاہیے ملت ابراہیم تک پہنچنے کے لیے؟ جتنی زیادہ آپ کر سکتے ہیں وہ کر لیں کیونکہ ملت ابراہیم جو ہے بہت ہی عظیم ہے یہ عام لوگوں کے لیے نہیں ہے جس کی اساس توحید ہے اور توحید کے لیے اللہ تعالیٰ کی معرفت لازمی ہے اللہ تعالیٰ پر ایمان کا حق ادا کرنا لازمی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ پر ایمان میں کہیں پر کوئی خلل ہے تو ملت ابراہیم سے اتنی ہی دوری ہے کیونکہ

دعوے کی بات نہیں ہے نا، کیونکہ ملت ابراہیم کا دعویٰ یہود نے کیا نصاریٰ نے بھی کیا قرآن میں اور آج یہ نعرہ لگایا جارہا ہے کہ تمام ادیان جو ہیں آسمانی ادیان یا ابراہیمی ادیان ایک ہی ہیں؛ لوگوں کو اس چھتری کے نیچے جمع کرنے کی ناکام کوشش کی جارہی ہے! اور بعض لوگ جو ہیں جو اپنے آپ کو کافی سمجھدار سمجھتے ہیں اور مسقف سمجھتے ہیں ان میں سے وہ بھی یہی نعرہ لگارہے ہیں کہ اسلام اور یہودیت اور نصرانیت میں کوئی فرق نہیں ہے یہ سب ابراہیمی دین ہیں!

سن لیں اللہ تعالیٰ کیا فرماتا ہے: "ملت ابراہیم حنیف ہے جس میں شرک کی ذرّہ برابر بھی گنجائش نہیں ہے جو شرک سے دور ہے"

یہودیت میں شرک ہے کہ نہیں ہے؟ ہے۔ نصرانیت میں شرک ہے کہ نہیں ہے؟ ہے۔ تو پھر ابراہیمی دین کیسے ہوا بھئی؟!

اور پھر ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کا تعلق کیا ہے یہودیت اور نصرانیت سے یہ چیزیں بعد میں آئی ہیں! نصرانیت اور یہودیت بعد کی پیداوار ہے نا دین تو اسلام ہی کا ہے نا جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، یہ بیچ میں جو نام آئے ہیں نا یہودیت نصرانیت یہ ازم جو آئے ہیں مختلف یہ لوگوں کے اپنے بنائے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ کے رسول اور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ان سے بَری ہیں۔ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے کبھی نہیں کہا یہ کہ میرا دین یہودیت ہے عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے کبھی نہیں فرمایا کہ میرا دین نصرانیت ہے؛ کہاں پر ہے؟!

سب نے ایک ہی پیغام دیا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا یہ انبیاء اور رسولوں علیہم السلاۃ والسلام کا دین ہے یہ ملت ابراہیم ہے۔

موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام ملت ابراہیم پر تھے۔ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام ملت ابراہیم پر تھے۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام پر تھے اور تمام انبیاء اور مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام۔

لیکن یہودی آکر کہتا ہے میں ملت ابراہیم پر ہوں نصرانی آکر کہتا ہے میں ملت ابراہیم پر ہوں کوئی مذاق ہے کیا؟! عجب بات ہے یہ ہے کہ بعض مسلمان اس غلط فہمی کا شکار ہوگئے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تمام ادیان جو ہیں یہ ملت ابراہیم ہیں!

واللہ! ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام بَری ہیں ان سے شرک سے بدعات سے خرافات سے۔

نصرانی کہتے ہیں کہ عیسیٰ اللہ کا بیٹا ہے اب یہ دین ابراہیم ہے ملت ابراہیم ہے؟! (نعوذ باللہ)۔

اور پھر اللہ تعالیٰ نے کیوں فرمایا﴿وَاِبۡرٰهِيۡمَ الَّذِىۡ وَفّٰٓى ۝۳۷﴾ (النجم:37)؟ ابراہیم نے وفا کی ہے اس لیے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کا اتنا بلند درجہ ہے؛ ملت ابراہیم کوئی عام ملت نہیں ہے! اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اللہ تعالیٰ نے خود گواہی دی ہے کہ میرے پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہیں یہ ملت ابراہیم پر ہیں باقی نہیں ہیں، یعنی یہودیت اور نصرانیت یہ سب جھوٹ ہے۔

وجہ کیا ہے؟ کہ جتنا بھی آزمایا گیا ہے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو پوری آپ سیرت دیکھ لیں قصہ ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کا دیکھ لیں سخت سے سخت جو امتحانات تھے آزمائشیں تھیں ان میں کامیابی حاصل کی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ثابت قدم رہے، چاہے:

(۱) اولاد کی آزمائش تھی۔ (۲) بچے کو ذبح کرنے کی آزمائش تھی۔

(۳) ہجرت کی آزمائش تھی۔ (۴) مکہ میں اپنی پوری فیملی کو صحرا میں اس ویرانے میں چھوڑ کر جانے کی تھی۔

جتنی بھی آزمائشیں تھیں: ﴿وَاِبۡرٰهِيۡمَ الَّذِىۡ وَفّٰٓى ۝۳۷﴾ اللہ نے فرمایا ہے کہ وفا کی ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے۔

ساری زندگی جدوجہد کرتے رہے شرک کے خلاف جہاد کرتے رہے یہاں تک کہ اپنے سگے باپ کو بھی چھوڑ دیا اپنے پورے خاندان کو چھوڑ دیا! باپ نے سخت سزا دینے کی کوشش کی آگ میں پھینکا گیا تب بھی پیچھے نہیں ہٹے!

اس لیے ملت ابراہیم حنیف ہے جو شرک سے دور ہے عجب بات ہے کہ آج شرک میں ڈوبے ہوئے لوگ کہتے ہیں کہ ہم ملت ابراہیم پر قائم ہیں (إنا لله وإنا إليه راجعون)۔ میرے بھائی! توحید نہیں ہے تو ملت ابراہیم ہے ہی نہیں جیسے میں نے کہا ہے۔

اُحسن دین ہے اور بے دین ہے اور یہ یہودی نصرانیت سب بے دین ہیں شرک کرنے والے کفریہ عقائد رکھنے والے یہ سب بے دین ہیں تو ملت ابراہیمی کا کیا تعلق ہے ان سے؟! ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کا ان سے کیا تعلق ہے؟!

تو اللہ تعالی سے ڈریں اور حقائق کو خلط ملط نہ کریں ملت ابراہیم عظیم ملت ہے اس ملت کی اتباع کرنے کے لیے اس میں شامل ہونے کے لیے اچھی طرح سن لیں:

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ﴾: احسان کا درجہ دین اسلام میں سب سے بلند ترین درجہ ہے۔

اسلام ہے، ایمان ہے، پھر احسان ہے، یہ مراتب الدین ہیں تین مرتبے ہیں احسان کی حالت میں پہنچنا ہے تب جا کر ملت ابراہیم میں آپ شامل ہو سکتے ہیں یہودیت نصرانیت تو دور کی بات ہے شرک بدعات اور خرافات تو دور کی بات ہے ذرّہ برابر بھی اللہ کی قسم گنجائش نہیں ہے!

﴿وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا﴾: یہ آخری جملہ جو ہے ذرا غور کریں: اور اللہ تعالٰی نے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو خلیل بنایا اللہ تعالی محبت کرتا ہے اور محبت کا بلند جو درجہ ہے اللہ تعالی وہ بھی کرتا ہے خلیل ہے اور اہل بدعت نے معتزلہ وغیرہ نے جو اللہ کے اسماء وصفات کے منکر ہیں انہوں نے انکار کیا ہے کہ اللہ تعالی نے ابراہیم کو خلیل نہیں بنایا ہے! (نعوذ باللہ)۔

اس لیے جب جعد بن درہم نے یہ کہا کہ اللہ تعالی نے ابراہیم کو خلیل نہیں بنایا ہے تو جو گورنر تھے خالد بن عبداللہ القسری جو ہیں عید کے دن عید الاضحیٰ کے موقع پر خطبے میں آخری یہ الفاظ تھے:

"کہ تم لوگ جاؤ تم اپنی قربانیاں کرو اور اس بندے نے جو ہے یہ کہا ہے کہ اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو خلیل نہیں بنایا ہے اس نے انکار کیا ہے اللہ تعالی کے اسماء وصفات کا یہ جہمیوں کا عقیدہ ہے اور بعض معتزلہ نے اس بدعقیدگی کو لیا ہے تو میں اس کی قربانی اس کو ذبح کرنے جا رہا ہوں"

اور اس کو جا کر قتل کر دیا اس بدعقیدگی کی وجہ سے کہ اس نے آیت کے اس حصے کا انکار کیا ﴿وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا﴾: بدعقیدگی ہے جو اس کا انکار کرتا ہے۔

اللہ تعالی کے اسماء وصفات توحید اسماء وصفات یہ توحید کی تیسری قسم ہے اور اہل بدعت میں سے ایسے گروہ ابھی بھی موجود ہیں جو اللہ تعالی کے اسماء وصفات کا انکار کرنے والے ہیں، یا تاویل کے نام پر تحریف کرنے والے ہیں، یا کچھ ایسے بھی ہیں جو تشبیہ کرنے والے ہیں، اور عجب بات یہ ہے کہ ہم اہل سنت والجماعت کو یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم تشبیہ سے کام لینے والے ہیں، مشبھۃ ہیں! (نعوذ باللہ)۔

یعنی اگر آپ مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو خلیل بنایا ہے تو اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے، تو کہتے ہیں کہ محبت تو مخلوق کرتی ہے تو ہم محبت کا انکار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ محبت نہیں کر سکتا کیونکہ محبت کے لیے دل کا ہونا لازمی ہے دل میں شفقت کا ہونا لازمی ہے پھر نرم دلی کا ہونا لازمی ہے پھر تڑپ کا چاہت کا ہونا لازمی ہے پھر جا کر محبت ہوتی ہے۔ عجب بات ہے بھئی!

﴿...لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ⑪﴾ (الشوریٰ:11) کا کیا مطلب ہے؟! اللہ تعالیٰ نے مثلیت کی پہلے سے نفی کر دی ہے کہ مثل ہو نہیں سکتی تو تشبیہ کہاں سے آئی بھئی؟!

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے اللہ تعالیٰ ویسے محبت کرتے ہیں تمہیں کس نے اجازت دی ہے کہ آپ یہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لیے یہ جائز ہے وہ ناجائز ہے؟! محبت کر سکتا ہے کہ نہیں کر سکتا اس سے تشبیہ لازم آتی ہے؟! تو اللہ تعالیٰ سے ڈریں اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات یہ توحید کی تیسری قسم ہے اسماء وصفات پر ایمان فرض ہے ہر مسلمان پر جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے اور یہ اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے اصولوں میں سے ایک اصول ہے اور اہل بدعت نے اس کی مخالفت کی ہے، مختلف گروہ اہل بدعت کے ہیں۔

تو ایک مسلمان کو اپنے عقیدے کو درست کرنا چاہیے اور اسماء وصفات کے باب میں علم حاصل کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے ثابت قدمی کی اور توفیق کی دعا بھی کرنی چاہیے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ١٢٦﴾ (النساء:126)

(اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے)

جو کچھ آسمانوں میں ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ہے جو کچھ زمین میں ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کا ہے تمام کائنات کا مالک کون ہے؟ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ حکم اللہ تعالیٰ کا ہے اسی کا اُمر ہے اسی کا حکم ہے ہم اسی کی مخلوق ہیں ہمیں حکم کی تعمیل کرنی ہے اعتراض نہیں کر سکتے نا کوئی جرأت کر سکتا ہے! جو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اس کی تعمیل کرنی ہے جو خبر دی ہے اس کی تصدیق کرنی ہے جس چیز سے منع کیا اس سے رُک جانا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کا حق ادا کرنا ہے اور کوئی چارا نہیں ہے!

اور **"اللہ تعالیٰ ہر چیز کو محیط ہے"** سے کیا مراد ہے؟ علم کا احاطہ ہے کہ اللہ کا علم تمام چیزوں کو محیط ہے، اللہ کا علم اَزلی ہے۔ پتہ ہے محیط احاطہ کسے کہتے ہیں؟ جو باریک بینی بھی جانتا ہے۔ دیکھیں ہمارا علم قاصر ہے (مخلوق کا) ہمارے علم میں احاطہ ممکن نہیں ہے، احاطے سے مراد ہر اعتبار سے کسی چیز کے جاننے کا حق ادا کرنا۔ سورج دیکھا ہے سورج موجود ہے کہ نہیں؟ ہم جانتے ہیں کہ سورج موجود ہے یا سورج کا احاطہ بھی جانتے ہیں؟ احاطہ نہیں جان سکتے ممکن نہیں ہے! علم کا احاطہ ہے بصر کا احاطہ ہے تو علم کا کیسے ہے؟ علم ازلی ہے اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے عالم ہے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا علم ہو گا کمی بیشی خاتمہ کبھی ممکن نہیں ہے۔ انسان کا علم کہاں سے شروع ہوا؟ انسان عدم تھا کچھ نہیں تھا، وجود میں آیا جاہل تھا کچھ پتہ نہیں تھا کسی چیز کا آہستہ آہستہ علم حاصل کیا سمجھتا گیا اور جانتا گیا معلومات حاصل کرتا گیا پھر بڑھاپا ہوا پھر آہستہ آہستہ بھولتا گیا پھر مر گیا خود بھی گیا علم بھی گیا! یہ اس بیچارے مسکین انسان کے علم کی اوقات ہے!

اللہ تعالیٰ کا علم اَزلی ہے ہمیشہ سے عالم ہے کوئی ابتداء نہیں ہے ہمیشہ تک عالم ہے کوئی انتہا نہیں ہے تو کہاں پر مشابہت ہوسکتی ہے ؟!

اس لیے معتزلہ کیا کہتے ہیں؟اللہ تعالیٰ علیم ہے بغیر علم کے بصیر ہے بغیر بصر کے سمیع ہے بغیر سمع کے ! مصیبت میں ڈال دیا اپنے آپ کو!

کیسے ممکن ہے علیم تب ہوتا ہے جب علم ہونا؟!

عالم اور علیم میں کیا فرق ہے؟

(۱) عالم اسم فاعل ہے ایک کسی چیز کا علم آگیا ہے تھوڑا سا ہی عالم ہے جان لیا ہے علم والا ہے۔

(۲) بہت زیادہ علم حاصل کیا علیم ہے۔

دیکھیں اللہ تعالیٰ کے اسماء میں ہمیشہ اسم مبالغہ کیوں ہے ؟ کہیں آپ کو نہیں ملے گا صرف اسم فاعل، مبالغہ یعنی بہت زیادہ کہ کسی کا گمان بھی نہ ہو دور تک کہ اس میں کمی کی گنجائش بھی ہے! جہاں پر کمی کی گنجائش نہیں ہے وہاں پر نفی کیسے ہوسکتی ہے یہ تو نفی کر رہے ہیں ناانکار کر رہے ہیں ؟! اچھا علیم بغیر علم کے کیسے ممکن ہے ؟! علیم تو علم سے ہوتا ہے ناجب علم کو نکال دیا علیم کہاں باقی رہا؟! کہتے ہیں کہ ہم مانتے ہیں علیم ہے لیکن علم نہیں ہے۔ اچھا علم کیوں نہیں ہے ؟! کیونکہ مخلوق میں علم ہوتا ہے تو خالق اور مخلوق میں مشابہت ہوتی ہے۔

عقل کے اندھے ہیں بیچارے! کیسے بھئی ؟! اللہ کا علم اَزلی ہے ہمیشہ سے ہے کوئی ابتداء نہیں اور کوئی انتہا نہیں ہمیشہ تک ہے۔

تمہارا علم کیسا ہے؟ جناب معتزلہ جو یہ عقل کو آگے کرتے ہیں تمہارا علم:

(۱) ابتداء عدم (۲) انتہا عدم (۳) ختم۔

مشابہت کہاں ہے تو ممکن ہی نہیں ہے! اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾: پہلے نفی کر دی کہ مثلیت ہو ہی نہیں سکتی! توصفت کا اقرار کرنا اسے ماننا اس کا حق ادا کرنا اور مشابہت میں زمین اور آسمان کا فرق ہے تو اقرار کرنے میں مشابہت لازم نہیں آتی مثلیت کی نفی ہوتی ہے اس اقرار میں جو قرآن اور سنت کے مطابق ہوتا ہے۔

اچھا بصر کا احاطہ کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھتا ہے ہر آن میں دیکھتا ہے ہر وقت میں دیکھتا ہے انسان ہمیشہ ہر چیز دیکھتا ہے ؟! یہاں دیکھ رہا ہے اس دیوار کے پیچھے کیا ہے اسے پتہ ہے ؟ گھر میں کیا ہو رہا ہے پتہ ہے ؟ (سبحان اللہ) یہ ہماری بصارت کی طاقت ہے۔

"اللہ تعالیٰ محیط ہے": بصر سے بھی محیط ہے " سمع " مسموعات جتنی بھی ہیں اللہ تعالیٰ محیط ہے محیط سے کیا مراد ہے ؟ ہر وقت میں ہر آن میں ہر زبان کو اللہ تعالیٰ ہمیشہ سنتا ہے اور اس کی استجابت بھی ہوتی ہے۔ اس لیے دیکھیں بہت خطرناک معاملہ ہے اور کتنا بڑا گناہ ہے!

دیکھیں نا شرک ظلم عظیم کیوں ہے؟

جب کوئی کہتا ہے کہ علی میری مدد فرما پتہ ہے کیا مطلب ہے اس کا کبھی سوچا ہے ؟! کہ علی رضی اللہ عنہ جو ہیں وہ ہر بندے کی دعا کو سنتے ہیں ہر زبان کو سنتے ہیں (کوئی فارسی میں مانگ رہا ہے کوئی عربی میں مانگ رہا ہے کوئی اردو میں مانگ رہا ہے کوئی انگلش میں کوئی فرنچ میں ایسا ہی ہے نا! اب سب کو اردو تھوڑی آتی ہے نا!) وہ سب کی سن بھی رہا ہے اور سب کی یہ دعا پہنچ بھی رہی ہے قبول بھی کر رہا ہے اور سب کی مدد کر بھی رہا ہے؛ میرے بھائی! اسے احاطہ کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے اس میں مخلوق کا ذرّہ برابر بھی کوئی حق نہیں ہے اس لیے شرک ہے۔

غیر اللہ کو پکارنا شرک کیوں ہے ؟ جو آپ کے سامنے کوئی شخص بیٹھا ہے آپ اس کی مدد کی بات کرتے ہیں مستطیع بھی ہیں قادر بھی ہیں کیا مسئلہ ہے اس میں ؟ ! کوئی کہتا ہے مجھے پانی کا گلاس دے آپ دے دیتے ہیں یہ شرک ہے کیا ؟ !

لیکن ایک شخص وفات پا چکا ہے جتنا بھی عظیم عالم ہو اللہ کا ولی ہو کوئی بھی ہو یا اللہ کا نبی ہو وفات پا چکا ہے دنیا سے منقطع ہو گیا ہے اب اس کو پکارنے سے یہ بات لازم آتی ہے کہ آپ نے اس کو ربّ کا درجہ دے دیا ہے اس لیے شرک ہے۔ کیوں ؟ کیونکہ آپ یہ کہہ رہے ہیں اپنے اس حال سے جب آپ اس کو پکارتے ہیں اس کے مرنے کے بعد اس کی وفات کے بعد کہ وہ آپ کی بات سنتا ہے ہر آن میں سنتا ہے ہر جگہ پر سنتا ہے ہر زبان کو سنتا ہے اور اس کو قبول بھی کرتا ہے آپ کی مدد بھی کرتا ہے ! **اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ہے ؟ ! ناممکن ہے !**

اس لیے یہ آخری جملہ جو ہے : ﴿وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا﴾ : یہ احاطہ جو ہے صرف اللہ تعالیٰ کا ہے مخلوق کا جتنا بھی علم ہے قاصر ہے اُس کی سمع قاصر ہے اُس کی بصر قاصر ہے دنیا میں اور مرنے کے بعد ختم !

یہ ظالم لوگ کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد اور بڑھ جاتے ہیں ! جب بزرگ مر جاتا ہے ولی مر جاتا ہے تو اس کے علم میں اس کی بصارت میں اس کی نگاہ میں اس کے سمع میں مزید طاقت آجاتی ہے اور وہ سب کو سننا شروع کر دیتا ہے ! (إنا لله وإنا إليه راجعون)۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں "کہ اللہ تعالیٰ کے خاص فرشتے ہیں جو مجھے آپ کا سلام پہنچا دیتے ہیں" مطلب کیا ہے کہ سلام سنتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ؟ اب یہاں پر آپ سلام بھیجیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خود سنتے ہیں ؟ نہیں ! جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں سنتے پھر کون سن سکتا ہے ؟ !

تو خاص فرشتے مقرر ہیں جو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام پہنچا دیتے ہیں ؛ کیسے ؟ اللہ اعلم ، لیکن یہ یقین ہے کہ پہنچا دیتے ہیں اور وہ سلام کا جواب بھی دیتے ہیں۔

اور یہ ظالم لوگ کہتے ہیں کہ یہ جو اللہ تعالیٰ کے اولیاء ہیں مرنے کے بعد اُن کی سننے کی طاقت (Power) اور زیادہ بڑھ جاتی ہے وہ سب سننا شروع کر دیتے ہیں ! (إنا لله وإنا إليه راجعون) ؛ واللہ اعلم۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ

سوال اور جواب

سوال : محترم میں توحید اور احسان کی حالت میں پہنچنا چاہتی ہوں لیکن شرک اصغر کا خوف رہتا ہے تو ہم کس طرح شرک اصغر سے خود کو محفوظ جان کر احسان کے درجے پر پہنچ سکتے ہیں ؟

جواب : شرک اصغر ، ریاکاری سے بچنا چیلنج ہے کوئی شک نہیں ہے لیکن آسانی اُس کے لیے ہے جو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے آسانی کی اور جو اُس کے لیے جستجو اور جدوجہد بھی کرتا ہے ، اگر احسان کے درجے کو پہنچنا ہے تو اپنے آپ کو اس قابل بنانا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ محنت بھی کرنی چاہیے کیونکہ احسان دعویٰ نہیں ہے تمنا نہیں ہے کہ میری تمنا ہے میں محسن بن جاؤں احسان کے درجے پر پہنچ جاؤں۔

تو شرک اصغر کی جتنی بھی صورتیں ہیں چاہے وہ ریاکاری ہو یا اور بھی صورتیں ہیں آپ کر سکتے ہیں عمل اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کر سکتے ہیں، بعض اوقات انسان جلد بازی میں کچھ کر لیتا ہے اور بھول سے خطاء ہو جاتی ہے تو اس سے انسان فوراً توبہ کر لے اور آہستہ آہستہ علم اور عمل میں ترقی کرتا جائے اور دعا بھی کرتا جائے تو اللہ تعالیٰ کی مدد اُن لوگوں کے لیے آسان ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ سے اخلاص اور اتباع سنت بنیاد پر سچے دل سے دعا کرتے ہیں (واللہ أعلم)۔

سوال: اگر ایک انسان ساری زندگی شرک پر عمل کرتا رہا ہو اور اُس کی موت بھی ہمارے سامنے ہو اور اُس نے شرک سے توبہ بھی نہ کی ہو تو بھی ہم کوئی گمان نہیں رکھیں گے اُس کے بارے میں یا پھر اُس کی توبہ ظاہراً یا خفیہ ہو گی؟

جواب: بھئی بات یہ ہو رہی ہے کہ جس نے ظاہراً شرک کیا ہے یا کفر کیا ہے اُس کا معاملہ وہی ہے کہ اگر کافر ہے یہودی نصرانی ہے تو مرنے کے بعد معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے دعائے مغفرت نہیں ہو گی اس کی کیونکہ وہ کفر پر مرا ہے یہودی نصرانی ہے لیکن اگر ایک شخص مسلمان ہے کلمہ پڑھنے والا ہے وہ شرک کرتا ہے اور اُس پر حجت قائم ہو گئی ہے تو مرنے کے بعد اُس کا معاملہ بھی اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اُس نے مرتے وقت توبہ کی یا نہیں کی اللہ أعلم۔

مرنے کے بعد معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے حجت قائم ہو گئی ہے دعائے مغفرت نہیں کریں گے، اگر حجت قائم نہیں ہوئی ہے اُس کے اوپر تو دعائے مغفرت اُس کے لیے کر سکتے ہیں کوئی حرج نہیں ہے (واللہ أعلم)۔

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 004-25: سورۃالنساء کی مختصر تفسیر (آیات: 123-126) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio